سورۃ النصر

اٰیاتہا ۳ ۱۱۰ سُوْرَۃُ النَّصْرِ مَدَنِیَّۃٌ ۱۱۴ رکوعہا ۱

یہ بالاتفاق مدنی سورت ہے۔ اسے سورۃ تودیع بھی کہتے ہیں۔ اس کی تین آیات ہیں۔ یہ وہ آخری سورت ہے جو اکٹھی نازل ہوئی(1)؛ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور صحیح مسلم میں مروی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ ۙ۝۱

''جب اللہ کی مدد آ پہنچے اور فتح (نصیب ہو جائے)''۔

نَصْرُ کا معنی مدد ہے یہ عربوں کے اس قول سے ماخوذ ہے: قد نصر الغیث الأرض بارش نے نباتات کے اگانے میں زمین کی مدد کی جب کہ وہ قحط کا شکار تھی شاعر نے کہا:

إذا انسلخ الشهر الحرام فودّعي بلادَ تميم وانصُري أرضَ عامرِ

جب شہر حرام گزر جائے تو تمیم کے علاقوں کو الوداع کہہ دے اور عامر کے علاقہ کی مدد کر۔

اس سے اسم نصرۃ ہے استنصرہ علی عدوہ اس نے دشمن کے خلاف اس سے مدد طلب کی۔ تناصروا انہوں نے ایک دوسرے کی مدد کی۔ پھر یہ قول کیا گیا ہے: اس مدد سے مراد قریش کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد ہے(2)؛ یہ طبری کا قول ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا: کافروں میں سے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اس کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی کیونکہ مدد کا انجام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ظاہر ہوا جہاں تک فتح کا تعلق ہے اس سے مراد فتح مکہ ہے؛ یہ حضرت حسن بصری، مجاہد اور دوسرے علماء کا نقطہ نظر ہے۔ حضرت ابن عباس اور سعید بن جبیر سے مروی ہے: اس سے مراد شہروں اور محلات کی فتح ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد تمام شہروں کی فتح ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد علوم کی نوازش ہے۔ یہاں اِذَا، قد کے معنی میں ہے معنی ہوگا یقیناً جب اللہ تعالیٰ کی مدد آ پہنچی کیونکہ اس سورت کا نزول فتح مکہ کے بعد ہوا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس کا معنی ہو جب مدد آئے گی۔

وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ۝۲

''اور آپ دیکھ لیں لوگوں کو کہ وہ داخل ہو رہے ہیں اللہ کے دین میں فوج در فوج''۔

یہاں النَّاسَ سے مراد عرب اور دوسرے لوگ ہیں اور اَفْوَاجًا سے مراد جماعتیں ہیں یعنی ایک جماعت کے بعد دوسری

1۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 336 2۔ تفسیر طبری، جز 30، صفحہ 405

جماعت۔ اس کی وجہ یہ بنی جب مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو عربوں نے کہا: جب حضرت محمد ﷺ نے اہل حرم پر فتح حاصل کر لی ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اہل حرم کو اصحاب فیل سے پناہ دی تھی تو تمہارے اندر ان کا مقابلہ کرنے کی ہمت و طاقت نہیں تو وہ جماعت در جماعت اسلام قبول کرنے لگے۔ ضحاک نے کہا: امت سے مراد چالیس آدمی ہیں۔ عکرمہ اور مقاتل نے کہا: یہاں الناس سے مراد اہل یمن ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یمن سے سات سو افراد مسلمان اور اطاعت شعار بن کر آئے تھے۔ ان میں سے بعض اذانیں دے رہے تھے، بعض قرآن پڑھ رہے تھے اور بعض لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ رہے تھے نبی کریم ﷺ خوش ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ کی قراءت کی اہل یمن آ گئے ان کے دل نرم، طبیعتیں ملائم، خشیت بہت زیادہ تھی تو وہ جماعت در جماعت اللہ کے دین میں داخل ہو گئے۔

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں وہ دلوں کے کمزور اور رقیق ہیں فقہ یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے'' (1)۔ یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اِنِّی لَاَجِدُ نفس ربکم من قبل الیمن (2) اس ارشاد کے دو معانی ہو سکتے ہیں (1) نفس سے مراد کشادگی ہے کیونکہ وہ جماعت در جماعت اسلام میں داخل ہوں گے (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے اہل یمن کے ذریعے مصیبت کو دور کر دیا وہ انصار ہیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ اللہ کے دین میں جماعت در جماعت داخل ہوئے یہ عنقریب جماعت در جماعت نکلیں گے'' (3) یہ ماوردی نے ذکر کیا ہے۔ ثعلبی کے الفاظ ہیں ابو عمار نے کہا مجھے جابر نے بیان کیا ہے کہا: مجھ سے حضرت جابر نے لوگوں کے حالات کے بارے میں سوال کیا، میں نے آپ کو لوگوں کے اختلاف اور افتراق کے بارے میں بتایا تو وہ رونے لگے وہ کہتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اِنَّ النَّاسَ دَخَلُوا فِی دِینِ اللّٰهِ أفواجًا ویخرجون من دین الله أفواجًا (4) لوگ اللہ کے دین میں جماعت در جماعت داخل ہوئے اور وہ عنقریب اللہ کے دین سے جماعت در جماعت نکلیں گے۔

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ۚ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

''تو (اس وقت) اپنے رب کی حمد کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کیجئے اور (اپنی امت کے لیے) اس سے مغفرت طلب کیجئے، بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

جب تو نماز پڑھے تو اسے کثرت سے پڑھو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: سبح کا معنی ہے تو نماز پڑھ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بِحَمْدِ رَبِّكَ کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے جو کامیابی اور فتح دی ہے اس کی حمد کرتے ہوئے اس کی تسبیح بیان کیجئے۔ وَاسْتَغْفِرْهُ یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا سوال کیجئے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ فَسَبِّحْ کا معنی ہے اس کی پاکی

1۔ مسند امام احمد حدیث نمبر 7202
2۔ ایضاً، حدیث 10978
3۔ النکت والعیون، جلد 5 صفحہ 360
4۔ مسند امام احمد، حدیث نمبر 14696

بیان کیجئے یعنی اللہ تعالیٰ کی ان چیزوں سے پاکی بیان کیجئے جو اس کے لیے جائز نہیں ساتھ ہی ساتھ اس کا شکر بجالائیں اور اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ذکر کرتے ہوئے اس سے مغفرت طلب کریں۔ پہلا معنی زیادہ ظاہر ہے۔

ائمہ نے حدیث روایت کی ہے جب کہ الفاظ بخاری کے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا جَآءَ نَصۡرُ اللّٰهِ وَالۡفَتۡحُ کے نازل ہونے کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہا: سبحانَكَ رَبَّنَا وبحمدِكَ اللّٰهمّ اغفِرۡلِی اے ہمارے رب! تو پاک ہے ہم تیری حمد کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے (1)۔

صحیح کے علاوہ ایک روایت میں ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری معمول یہ تھا آپ کھڑے نہ ہوتے، نہ بیٹھتے، نہ آتے اور نہ جاتے مگر یہ الفاظ کہتے: سبحانَ اللهِ وبحَمۡدِهٖ أستغفِرُ الله وأتوبُ إليه (2) فرمایا: مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر اس سورت کی آخر تک تلاوت کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سورت کے نزول کے بعد بڑی کوشش کی یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مبارک میں سوجن آ گئی جسم کمزور ہو گیا، مسکراہٹ کم ہو گئی اور رونا زیادہ ہو گیا۔ عکرمہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرت کے امور میں کبھی بھی اتنی مشقت نہیں اٹھائی جتنی کوشش آپ نے اس سورت کے نزول کے بعد کی۔ مقاتل نے کہا: جب اس آیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ پر پڑھا جن میں حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم تھے تو وہ سب بہت ہی خوش ہوئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: ''اے چچا جان! تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟'' (3) عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے وصال کی خبر دی گئی ہے فرمایا: ''بات اسی طرح ہے جس طرح تو کہتا ہے''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد ساٹھ دن تک زندہ رہے جن میں آپ کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

ایک قول یہ کیا گیا: یہ سورت حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے بعد نازل ہوئی۔ حضرت عمر اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما رونے لگے دونوں سے کہا گیا: یہ تو خوشی کا دن ہے۔ دونوں نے کہا: بلکہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم دونوں نے سچ کہا ہے مجھے میری موت کی خبر دی گئی ہے''۔

بخاری شریف اور دوسری کتب میں حضرت ابن عباس سے مروی یہ روایت موجود ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بدری صحابہ کرام اور مجھے ملاقات کی اجازت دیتے تو بدری صحابہ میں سے کوئی اس پر ناراض ہوا انہوں نے کہا: آپ اس نوجوان کو ہمارے ساتھ ملاقات کی اجازت دیتے ہیں جب کہ ہمارے بیٹے ان کی عمر کے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا: اس کا سبب تم جانتے ہو۔ ایک دن آپ نے ان کو اجازت دی اور مجھے بھی ان کے ساتھ اجازت دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اس سورت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 742 2۔ ایضاً، کتاب التفسیر، سورۂ عصر، جلد 2، صفحہ 742

3۔ تفسیر بغوی، جلد 5، صفحہ 645

کریں اور اس کی بارگاہ میں توبہ کریں۔ حضرت عمر نے پوچھا: اے ابن عباس! تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا: بات اس طرح نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کے وصال کی خبر دی ہے فرمایا: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ یہ آپ کے وصال کی علامت ہے پس اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور اس سے بخشش طلب کرو بے شک وہ تواب ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم مجھے اس کے بارے میں ملامت کرتے ہو۔ بخاری میں ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس سے وہی جانتا ہوں جو تم کہتے ہو۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مجھ سے سوال کیا کرتے تھے تو حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا آپ سے پوچھتے ہیں جب کہ اس کی مثل ہمارے بیٹے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کی وجہ وہی ہے جو ہم جانتے ہیں۔ انہوں نے ان سے اس آیت اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَ الْفَتْحُ کے بارے میں پوچھا تو میں نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت ہے میں اسے جانتا ہوں اور آخر تک سورت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ کی قسم! اس آیت کا وہی مفہوم جانتا ہوں جو تو جانتا ہے۔ کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اگر یہ سوال کیا جائے: وہ کیا چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بخشتا تھا یہاں تک کہ آپ کو استغفار کا حکم دیا گیا؟ تو اسے جواب دیا جائے گا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں یہ التجا کیا کرتے تھے رَبِّ اغْفِرْلِي خَطِيْئَتِي وَ جَهْلِي وَإِسْرَافِي فِي أمري كله وأنت أعلم به مِنِّي (1)۔ اے میرے رب! میری خطا، میری ناواقفی، میری تمام معاملات میں میرے اسراف کو بخش دے اور تو میرے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔

اللّٰهم اغْفِرْلِي خَطَئِي وَعَمْدِي جَهْلِي وَهَزْلِي وَكُلّ ذٰلك عِنْدِي اے اللہ! میرے غیر ارادی، میرے ارادی، میری ناواقفی اور میری غفلت کو بخش دے یہ سب میرے ہاں ہیں۔ اللّٰهم اغْفِرْلِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ أنت الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ إِنَّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْر اے میرے اللہ! میرے وہ اعمال جو میں نے پہلے کیے اور جو اعمال میں نے بعد میں کیے، جو میں نے اعلانیہ کیے اور جو میں نے پوشیدہ کیے سب کو بخش دے تو ہی مقدم اور موخر ہے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو ان نعمتوں کے مقابلہ میں حق ادا نہ کرنے والا خیال کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیں اور ان نعمتوں کے حقوق بجا نہ لے آنے کو قصور خیال کرتے تھے۔ یہ احتمال بھی موجود ہے کہ یہ کلام اس معنی میں ہو اسی ذات کے ساتھ وابستہ رہنے والے ہو جاؤ، سوال کرنے والے اور رغبت رکھنے والے ہو جاؤ، حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کو دیکھ کر آہ وزاری کرنے والے ہو جاؤ تاکہ اعمال کی رؤیت تک یہ سلسلہ منقطع نہ ہو۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: استغفار، امر تعبدی ہے اس کا بجالانا ضروری ہے یہ مغفرت کے لیے نہیں بلکہ أمر تعبدی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لیے تنبیہ ہے تاکہ وہ بے خوف نہ ہو جائیں اور استغفار کو ترک نہ کر دیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: اپنی امت کے لیے مغفرت طلب کریں۔

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا وہ تسبیح کرنے والوں اور استغفار کرنے والوں پر کرم نوازی فرمانے والا ہے اور ان پر رحم فرمانے والا ہے وہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب الدعوات، اللهم اغفرلی ما قدمت و اخرت، جلد 2، صفحہ 946

ان کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ معصوم ہیں انہیں استغفار کا حکم دیا جاتا ہے تو غیر کے بارے میں کیا گمان ہوگا۔
امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر یہ جملہ اپنی زبان پر لاتے تھے: سبحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ أستَغفِرُ اللهَ وأتوبُ إليه حضرت عائشہ نے کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آپ کو اکثر یہ پڑھتے ہوئے سنتی ہوں سبحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ أستَغفِرُ اللهَ وأتوبُ إليه (1) فرمایا: میرے رب نے مجھے خبر دی میں اپنی امت میں ایک علامت دیکھوں گا جب میں اسے دیکھوں تو میں یہ کلمات بہت زیادہ کہوں سبحانَ اللهِ وبِحَمْدِهِ أستَغفِرُ اللهَ وأتوبُ إليه تحقیق میں نے اسے دیکھ لیا ہے اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۙ وَ رَاَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۙ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا: یہ سورت حج الوداع کے موقع پر منیٰ میں نازل ہوئی پھر یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ (مائدہ: 3) نبی کریم ﷺ ان دونوں کے بعد اسی دن تک اس دنیا میں رہے پھر کلالہ سورۂ نساء کی آخری آیت نازل ہوئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ پچاس دن اس ظاہری زندگی میں رہے پھر لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ (التوبہ: 129) نازل ہوئی اس کے بعد آپ پینتیس دن تک زندہ رہے پھر اس کے بعد وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَى اللّٰهِ (البقرہ: 281) نازل ہوئی اس کے بعد آپ ﷺ اکیس دن زندہ رہے۔ مقاتل نے کہا: صرف سات دن۔ اس کے علاوہ بھی قول کیے گئے ہیں جن کی وضاحت سورۂ بقرہ میں گزر چکی ہے۔

1۔ شعب الایمان، کتاب تعظیم القرآن، فی فضائل السور والآیات، جلد 2، صفحہ 501